مادیت اور مذہب کا باہمی اتحاد
مولانا سندھی کے افکار کی روشنی میں

مولانا دین محمد وفائی

مولانا وفائی مرحوم کا یہ مضمون ماہنامہ توحید کراچی کے شمارہ مارچ ۱۹۴۶ء میں چھپا تھا۔ جو مولانا سندھی کے افکار و تعلیمات کے وسیع مطالعے پر مبنی تھا۔ اور مولانا وفائی مرحوم کے ذوق دینی اور حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر کا عکاس ہے میں پروفیسر جمشید علی خان صاحب کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے اس کا ترجمہ کر دیا۔ خاکسار نے ترجمے کی زبان پر نظر ڈال لی ہے اور چند حواشی اور مولانا سندھی کے ایک اقتباس کو اس کے اصل ماخذ سے نقل کر شامل کر دیا ہے۔ (ایس پتی)

۱۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہٗ یورپ کے سفر کے بعد روس کے بڑھتے ہوئے لادینی خطرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے تھے۔ آپ کا زمانہ تھا کہ شاہ ولی اللہ کی تعلیم کی موجودگی میں روس کا لادینی فلسفہ کسی طور بھی ان پر اثر انداز نہ ہوا اور پھر اس مشاہدے سے اسلام کی صداقت پر حق الیقین کا مقام حاصل ہو گیا۔[1]

---

[1] پروفیسر محمد سرور لکھتے ہیں:

"مولانا خود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں وطن سے نکلا۔ افغانستان پہنچا۔ وہاں مجھے نئے حالات سے سابقہ پڑا۔ چناں چہ بزرگوں کی تمام ہوئی اور سوچی باتیں سب بے کار ہو گئیں۔ روس گیا تو بالکل اور دنیا نظر آئی۔ جن

بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

چوں کہ روس کی لادینی جماعت نے دیکھاکہ زار روس نے عیسائیت کے نام پر غریبوں پر بڑے بڑے ٹیکس لگائے تھے اور انھیں بدحال اور کنگال بنا دیا تھا اور مذہبی عالم یا پادری روس کے دعاگو اور طرفدار تھے، اس لیے عام غریبوں اور انقلاب لانے والے مزدوروں نے یہ سمجھ لیاکہ شاید مذہب میں غریبوں کو کچلنا اور مسکین بنائے رکھنا اور امیروں کا عیاشیاں کرنا جائز ہے جس کی وجہ سے وہ مذہب سے اس قدر بیزار ہوئے کہ روس میں بادشاہت کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ مذہب (عیسائیت) کا خاتمہ بھی کر دیا [اور مزید ایک غلطی انھوں نے یہ کی کہ بہ شمول اسلام تمام مذاہب پر انھوں نے اپنے اس فیصلے کا اطلاق کر دیا۔ (ا۔س۔ش)]

۲۔ مگر اسلام کی تو بنیاد ہی انسانیت کی خدمت پر ہے، اسلام کی تحریک کی قبولیت مساوات یا نوع انسان کی ایک برادری یا برابری ہے جس کی وجہ سے اسلام نے فارس کی امیرانہ سلطنت اور قیصر روم کی زبردست بادشاہت کا خاتمہ کرکے وہاں پر غریبوں کی حکومت قائم کر دی۔ یہ حکومتیں صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی اور مخلوق خدا کی خدمت کے لیے قائم کی گئیں۔ اسلام کی بنیاد ہی غریب پروری پر ہے تو اس لیے غریبوں کی خدمت کرنے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہر لمحہ پیش نظر رہتی ہے اور اسلام کی تحریک [...] میں چلانے کا مطلب یہ ہے کہ غریبوں کی خدمت اور غریبوں کی خدمت کے معنی یہ ہوئے کہ

بقیہ صفحہ گزشتہ

مزعومات اور عقائد میں میری ساری زندگی گزری تھی۔ روس میں اس کو ایک ایک کرکے ٹوٹتے اور مٹتے دیکھا اور نئے اصولوں پر زیادہ جاندار اور زیادہ مستحکم نظام بننے کا مشاہدہ کیا پھر ترکی میں بھی کم و بیش یہی کچھ میرے سامنے ہوا۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس تمام زمانے میں مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے مذہب کے اساسی عقیدہ پر شک و شبہ نہیں ہوا۔ میرا دینی فکر روسی انقلابیوں کے لادینی فکر سے بلند تر رہا اور ان کی تمام مادیت کو میرے الٰہی فکر نے اپنے اندر ہضم کر لیا۔ دوسرے لفظوں میں مولانا کا دینی عقیدہ اتنا وسیع اور ہمہ گیر تھا کہ اشتراکیوں کی مادیت کو قبول کرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے وجود پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کا فیض اور ان کے پیش کردہ وحدت الوجود کے عقیدہ کا اثر تھا یعنی انقلاب کے ان طوفانوں کے مقابلے میں جن کی بڑے بڑے تاب نہ لاسکتے تھے مولانا محض تصوف کی برکت سے اسلام پر ثابت قدم رہے"۔ (مولانا عبیداللہ سندھی، ص ۱۳۲)

اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور اللہ تعالیٰ کا اقرار[1]

۳ یورپ کے اس لادینی کے طوفان میں اللہ کے وجود کے متعلق ہزاروں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں جس کے لیے حضرت مولانا سندھی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ اس سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے یعنی کہ اسلامی تصوف، اسلامی تصوف میں چیزوں کی حقیقتوں سے بحث کی گئی ہے اور یہ کہ دنیا کی چیزوں کی اصل کیا ہے، ان کے سمجھنے سے پہلے خود شناسی اور پھر خداشناسی ہوتی ہے جس کے بعد کافی شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا سندھی کا مرحوم کا ارشاد تھا کہ یورپ کا انقلاب مادی انقلاب ہے۔ یورپ نے صرف مادہ ہی کو زندگی کا اصل مقصد سمجھ لیا ہے یعنی جو کچھ بھی ہے۔ صرف دنیاوی چیزیں ہیں اور یہ ہی زندگی ہے۔ جس میں سب کچھ ہے لیکن آگے چل کر یہ مادی انقلاب روحانیت

---

[1] اسلام کے نزدیک بلا تفریق مذہب و قوم عامۂ خلائق کی فلاح و بہبود اور خدمت کے تمام کام حکومت کے فرائض میں شامل ہیں اور ان کی انجام دہی اللہ کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہے۔ عامۂ خلائق کی خدمت میں رضائے الٰہی کے مفہوم پر ایک حدیث نہایت فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے اور مولانا سندھی مرحوم ہی نے اس کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اسی مضمون کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے سے پوچھے گا کہ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ بندہ حیران ہو کر کہے گا کہ اے باری تعالیٰ! تو تو بھوک سے بے نیاز ہے۔ تجھے کھانے کی کیا حاجت۔ پھر ارشاد ہو گا کہ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور پھر پوچھے گا کہ میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ ہر سوال کے جواب میں بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! تجھے ان چیزوں کی کیا ضرورت! تُو تو ان سب سے بے نیاز ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا ایک بندہ بھوکا تھا، تو نے اسے کھانا نہ کھلایا وہ پیاسا تھا، تو نے اسے پانی نہ دیا، وہ ننگا تھا تو نے اسے لباس نہ پہنایا

مولانا کا کہنا ہے کہ صحیح خدا پرستی آگے چل کر لازماً انسان دوستی کا موجب ہوتی ہے"۔

(مولانا عبید اللہ سندھی از محمد سرور، ص ۶۰، ۶۱)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انسان دوستی کا مقام بھی خدا پرستی اور اللہ پر کامل ایمان کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ (ا۔س۔ش)

کی طرف بھی ضرور توجہ مبذول کرائے گا اور انسان ان چیزوں کے پیچھے روحانیت کے متعلق بھی سوچنے لگیں گے [یعنی مولانا سندھی کے نزدیک مادی تصور کی انتہاء لازماً یہ ہوگی اور ردعمل کے نتیجے میں مذہبی انداز فکر ضرور پیدا ہوگا۔ انسان اپنے جسم کی ضروریات کی تکمیل پر ہی اکتفا نہ کرے گا بلکہ اپنے دماغ اور قلب کی تسکین کا بھی خواہاں ہوگا۔ (ا۔س۔ش)]

جس کو تصوف کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے یا خود یہ سوچنا تصوف ہے اس سلسلے میں مولانا سندھی مرحوم کے اپنے الفاظ ہیں[1]:

"میں چاہتا ہوں کہ یورپ کی اس مادی ترقی کو تسلیم کرلیا جائے یعنی علم اور سائنس کی ترقیوں کو ہم زندگی کی اساس کی حیثیت دیں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ سائنس نے ساری زندگی کا احاطہ کرلیا ہے۔ بے شک سائنس نے مادی زندگی میں جو انکشافات کیے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ لیکن زندگی صرف مادہ تک ختم نہیں ہوجاتی بلکہ یہ مادہ کسی اور وجود کا پرتو ہے اور اس وجود کا مرکز ایک ذات ہے جو خود زندگی ہے اور زندگی کا سہارا اور باعث بھی۔ وہی ذات "الحی القیوم" ہے۔ میں مادیین کے تصور کائنات کو سرے سے غلط نہیں مانتا لیکن اسے ناقص ضرور سمجھتا ہوں۔ مادی فکر کا منکر نہیں ہوں، لیکن یہ جانتا ہوں کہ مادیت حقیقت کا صرف ایک رُخ ہے اور یہ رُخ بے شک حقیقت کے ایک پہلو کا صحیح ترجمان ہے لیکن حقیقت کا ایک پہلو اور بھی ہے جو مادہ سے ماورا اور بالاتر ہے اس کو شرعی زبان میں "آخرت" کہا گیا ہے۔ زندگی کا مادی تصور حیات اس لحاظ سے ناقص ہے کہ وہ زندگی کے صرف ایک پہلو کی رُونمائی کرتا ہے۔ لیکن زندگی کا صحیح اور مکمل تصور "اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ" ہے اور یہی تصور ہے جو زندگی کی ساری مادی اور ماورائے مادی کائنات پر حاوی ہوسکتا ہے۔" (مولانا عبیداللہ سندھی، از محمد سرور ص ۷۰)

---

[1] مولانا قانع مرحوم نے اس مقام پر مولانا سندھی کے جس بیان کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا، اسے اصل ماخذ سے لے کر اس مقام پر شامل کردیا گیا۔ (ا۔س۔ش)

مولانا عبید اللہ سندھیؒ صرف ذہن کو آگے بڑھانے کے لیے یورپ کی مادی سائنس یا مادیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان دنیاوی چیزوں کو زندگی کا مالک نہ سمجھا جائے بلکہ تھوڑا سا آگے بڑھ کر یہ تصور کیا جائے کہ زندگی صرف اس دنیا میں ہی ختم نہیں ہے بلکہ اس سے باہر بھی ہے۔ یہ ذات پاک ساری کائنات کے مرکزی نقطے کا حکم رکھتی ہے اسلام نے اس ذات کو ماننے کے لیے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے اور مسلمان صوفیہ نے اس کو دلائل اور حقائق کے ساتھ رموز و اشارات و امثال کی زبان میں بھی سمجھایا ہے۔ گویا حقیقی تصوف اسلام کی روح سے آشنا کر دینے کا علم اور ایک فلسفہ ہے جس کو سمجھنے کے بعد اسلام کی حقانیت میں کوئی الجھاؤ یا پیچیدگی نہیں رہتی۔

۶۔ حضرت مولانا صاحب کا ارشاد تھا کہ خداشناسی کے لیے شاہ صاحب کی کتب ہمعات اور سطعات ابتدائی طور پر پڑھائی جائیں اور اس ارادے سے خود دہلی اور دارالرشاد گوٹھ پیر جھنڈا میں بیت الحکمت کی بنیاد رکھی اور ان کے شاگردوں میں سے کئی نوجوان عالم اس وقت اس کام میں مصروف ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ آواز انگریزی کالجوں تک پہنچائی جائے۔ اس طرح سے مادیت اور مذہب کا آپس میں اتحاد ہو جائے گا۔ اور یورپ کی مادی ترقی کے ساتھ مسلمان نوجوان خداشناسی کی نعمت سے مالامال ہو کر دنیا پر حکمرانی کرتا نظر آئے گا۔